



تذکرہ

حضرت گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
داتا گنج بخش



حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

- 1- حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح تاریخ ولادت کس مستند ذریعہ سے معلوم نہیں ہو سکی۔ تاہم بعض سوانح نگاروں نے آپؒ کے سال ولادت 400 ہجری بمطابق 1009-10ء کو لکھا ہے۔
- 2- داتا صاحب کے سوانح نگاروں کا سب سے پرانا ماخذ ”نجات الانس“ مرتبہ نور الدین جانی ہے۔ جو 883 ہجری 1478ء میں مکمل ہوا۔ اس میں داتا صاحب کے سال ولادت کی کوئی تصریح نہیں کی گئی۔
- 3- آئین اکبری 1002ھ بمطابق 1593ء میں بھی سال ولادت درج نہیں۔
- 4- آئین اکبری کے 5 سال بعد مرتب ہونے والے تذکرہ الاولیاء ”ثمرات القدس“ مولفہ لعل بیگ بخشی میں بھی تاریخ پیدائش کا اندراج نہیں۔
- 5- شہزادہ دار الشکوہ نے ”سفنت الاولیاء“ میں بزرگان دین کی پیدائش اور وفات کی تاریخیں درج کرنے کا بڑا خیال رکھا ہے۔ لیکن داتا صاحبؒ کی تاریخ ولادت کے ضمن میں انہوں نے بھی سکوت اختیار کیا ہے۔
- 6- ان مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ کہنا درست ہوگا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ 400 ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ ہاں البتہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ داتا صاحب 400ھ کے لگ بھگ پیدا ہوئے ہوں گے۔ مولوی اور شفیع مرحوم کے

نزدیک حضرت داتا صاحب کی ولادت چوتھی صدی ہجری کے اواخر یا پانچویں صدی کے اوائل میں ہوئی ہوگی۔ الغرض جب تک کوئی ٹھوس ثبوت دستیاب نہ ہوں تب تک داتا صاحب کی تاریخ ولادت کے بارے میں وثوق سے کچھ کہنا صحیح نہ ہوگا۔

بہر حال حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے افغانستان کے مشہور شہر غزنی میں آنکھ کھولی۔ جو اس زمانے میں دونوں کناروں پر پھیلے ہونے کے باعث غزنین (دوغزنی) کہلاتا تھا۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تصنیف ”کشف المحجوب“ کے آغاز میں اپنا نام درج کیا ہے۔

”علی بن عثمان بن ابی علی الجلابی الغزنوی ثم الہجویری۔“

اس سے اخذ کہا جاسکتا ہے کہ۔

آپ کی ولادت جلاب (غزنی) میں ہوئی اور پھر ہجویر میں منتقل ہو گئے۔ دار الشکوہ نے بھی وضاحت کی ہے کہ جلاب اور ہجویر غزنی کے دو حصے تھے۔

خاندانی حالات:

آپ سادات حسنی سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے شہید امیر المومنین حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد میں افغانستان کے تھر غزنی کے باشندے تھے۔ آپ کے دادا کا نام بھی حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

نام:

آپ کا اصل پیدائشی نام ”علی“ ہے۔ جو یہ شہر کا نام نہیں ہے بلکہ ایک محلے کا نام ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کو ”بھویری“ کہا جاتا ہے۔

کنیت:

آپ کا کنیت ”ابوالحسن“ ہے۔

لقب:

آپ ”داتا گنج بخش“ کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔

لقب کی وجہ تسمیہ:

حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ حسین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور میں تشریف لائے تو انہوں نے آپ کے مزار پر اعتکاف فرمایا۔ جاتے ہوئے انہوں نے درج ذیل شعر پڑھا۔ جو کہ آج تک ان کے مزار پر جلی حروف میں لکھا ہوا ہے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں کا پیر کامل کمالاں را راہنما

اسی روز سے آپ ”داتا گنج بخش“ مشہور ہو گئے اور بعض لوگ تو آپ کو گنج بخش کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

تعلیم و تربیت:

آپ کا پورا گھرانہ تقویٰ کا مرکز تھا۔ آپ کی علمی استعداد غیر معمولی تھی۔ انہوں نے اپنی مشہور تصنیف کشف المحجوب میں لکھا ہے۔

داتا صاحب کی ابتدائی تعلیم و تربیت اسقدر جامع اور ہمہ گیر تھی کہ بچپن میں ہی ”فنا و بقا“ جیسے پیچیدہ مسائل پر قلم اٹھانے لگ گئے تھے۔ آپ علوم ظاہری سے فارغ ہو کر علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ آپ کے استاد حضرت شیخ ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ آپ سے فرماتے تھے کہ:-

”فقیر کے لیے حاضری مرشد سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہے۔ فقیر کو چاہئے کہ حاضری مرشد رکھے۔ مرشد وہ ہوتا ہے جو کہ خواص ہو نہ کہ تحصیل، فقیر کو چاہئے کہ اگر اپنے میں قوت پائے تو تب بیعت کرے اور اپنے میں قوت نہ ہو تو دونوں خراب ہوں گے۔“

بیعت و خلافت:

آپ شیخ ابو الفضل بن حسن نقشبلی کے مرید تھے۔ وہ مرید حضرت خضریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور ان کے مرشد حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جو کہ بلند مقام کے عالم بزرگ تھے۔

سیر و سیاحت:

آپ کو سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ آپ نے بہت سے اسلامی ممالک

یعنی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، دمشق، شام، بائجان، خراسان اور شمالی سندھ کا سفر کیا۔ آپؑ نے وہاں بہت سے علماء فضلاء اور شیوخ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور ان سے علمی و روحانی فیض پایا۔

پیر و مرشد کا حکم:

آپؑ اپنے پیر و مرشد کے حکم سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ جس کا واقعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

آپؑ نے ایک رات اپنے پیر مرشد ضمیر کو خواب میں دیکھا کہ آپؑ فرماتے ہیں کہ۔ ”تم کو لاہور کا قطب بنایا گیا ہے۔ لاہور تمہارے لیے کہا گیا ہے۔ لہذا تم لاہور جاؤ۔“

آپؑ نے خواب ہی میں اپنے پیر و مرشد سے عرض کیا کہ۔

”لاہور میں پہلے سے حضرت خواجہ حسن زنجانی رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں ان کی موجودگی میں میرا لاہور جانا بیکار ہے۔“

آپؑ کے پیر و مرشد نے آپؑ کو جواب دیا کہ۔

”بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں۔ دیر نہیں لگانی چاہئے اور جلد روانہ ہونا چاہئے۔“

لاہور کی طرف آمد:

آپؑ اپنے پیر و مرشد کا حکم پاتے ہی لاہور روانہ ہو گئے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ۔

آپؑ سلطان مسعود بن سلطان محمد غزنوی کے لشکر کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔

مگر بعض لوگ اس سے بھی متفق نہیں ان کا کہنا ہے کہ۔

آپؑ شیخ احمد جمادی سرخسی اور شیخ ابوسعید ہجویری کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔

آپؑ لاہور میں 481 ہجری کو تشریف لائے تو اس وقت سلطان محمود غزنوی کے بیٹے محمود کا دور حکومت تھا۔ اس وقت لاہور کی حالت قابل رشک نہ تھی

آپؑ نے اسی جگہ پر لاہور میں قیام فرمایا۔ جہاں اب ہیں اور وہاں ایک مسجد بھی تعمیر فرمائی۔ خواجہ حسین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو خواجہ مرزا گنج کو آپؑ سے بہت عقیدت تھی۔ انہوں نے آپؑ کے مزار پر چلے کائے اور فیض و برکات حاصل کیا۔ ان کے علاوہ دیگر اولیائے کرام اور صوفیائے اکرام نے بھی فیض و برکات کیں اور انہوں نے فرمایا کہ۔

قبر آستان تو ہر کشش اسد مطلب یافت رواد رکہ من نا امید گردم۔

ازدواجی زندگی:

آپؑ نے اپنی ابتدائی زندگی گوشہ نشینی میں گزاری۔ دنیا والوں سے نفرت کے باعث دنیاوی معاملات میں کوئی دلچسپی نہ لیتے تھے۔ بلکہ تلاش حق میں جگہ جگہ مارے مارے پھرتے رہتے تھے آپؑ کو اپنی ازدواجی زندگی کے بارے میں کوئی لگاؤ یا دلچسپی نہ تھی۔ آپؑ کی مشہور تصنیف ”کشف المحجوب“ سے اس قدر معلومات حاصل ہوتی ہیں کہ۔

آپ کی گیارہ برس کی عمر میں شادی کر دی گئی تھی۔ جس کے بارے میں خود آپ کا بیان ہے کہ:-

”گیارہ سال تک خداوند کریم نے نکاح کی مصیبت سے بچائے رکھا۔“
کہ قسمت نے آخر پھنسا ہی دیا۔ ایک سال تک مصیبت میں گرفتار رہا۔ مگر خداوند قدوس نے کمال مہربانی سے مجھے خلاصی نصیب فرمائی (مشائخ الاسلام) اس بیان کا تجزیہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کی تھی مگر نامعلوم وہ کس بنا پر زندگی سے آزاد ہو گئے۔ یعنی طلاق دیدی۔

اولاد:

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے خود یا ان کے کسی تذکرہ نویس نے اولاد کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ اس سے لازماً یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ آپ کی اولاد نہیں تھی۔ مگر آپ نے کنیت ابو الحسن اختیار کی تھی۔ کشف المحجوب 177 سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ حضرت خواجہ مظفر نے داتا صاحب کو ابو الحسن کی کنیت ہے یاد کیا ہے۔ یہ کنیت آپ کے شادی شدہ اور صاحب اولاد ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس امر میں کوئی شک نہیں ہے۔ مگر بعض بزرگوں نے فرضی کنیت بھی اختیار کی ہے۔ لیکن اس بالا واقعے میں شادی کی طرف اشارہ موجود ہونے کے باعث اس کنیت کو فرضی نہیں کہا جاسکتا۔

آپ نے شادی بھی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہی لونگائی رکھی۔ آپ کا نکاح کرنے کا مقصد محض سنت نبوی پر عمل کرنا تھا جو کہ پورا ہو گیا۔ کیونکہ آپ کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سب سے زیادہ اہمیت رکھتا

ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ۔ ”ازدواجی زندگی کا طویل ہونا فتنوں کا باعث ہے۔“
آپ نے لکھا ہے کہ۔

”یہ محال باطل ہے کہ جو شخص پچاس سال تک اپنی حرص کی پیروی کر رہا ہے اور وہ خیال کرے کہ وہ سنت نبوی کی پیروی کر رہا ہے بلکہ وہ شخص غلطی پر ہے۔“

تبلیغ کا سلسلہ:

خالق کائنات کے پسندیدہ دین، دین اسلام کو پھیلانا ہمیشہ ہمارے بزرگان کا شینوہ رہا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بھی ان بزرگان دین اور اولیائے اکرام میں سے ہیں جنہوں نے شجر علم کی تن دہی سے آمیزی کی۔ اپنے حسن و عمل اور اعلیٰ اخلاق سے مخلوق خدا کے دلوں میں مقام پیدا کر لیا۔ آپ کی تبلیغ کا اسلوب اور طریقہ کار کی وجہ سے لوگ والہانہ طور پر آپ کی طرف کھینچے چلے آتے تھے۔ لوگ اسلام کی دولت سے سرشار ہونے کے بعد خود تبلیغ کرنے میں مصروف ہو جاتے تھے۔ یہ فیض عالم اور سلسلہ در سلسلہ آگے چلتا تھا۔

حضرت داتا صاحب تبلیغ کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عالم ناپا سیدار سے پردہ فرمانے کے بعد خالق کائنات جل جلالہ نے انسانوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے اس بات کا مضبوط انتظام فرما دیا تھا کہ۔

سچائی کے متلاشی اور راہ ہدایت کے طلب گاروں کے گروہ میں ایک ایسا طبقہ باقاعدہ اور مسلسل موجود رہے گا۔ جو بندگان خدا کی حق کی طرف درست

راہنمائی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس امر کی خوشخبری دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔

”میری امت میں سے ایک جماعت حق اور بھلائی کے درپے پر قائم رہے گی۔ یہاں تک کہ خیالات قائم ہو جائے۔“
نبیؐ آپؐ نے فرمایا۔

”ہر زمانے میں میری امت کے لوگ چالیس افراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق پر معبود رہیں گے۔ امت محمدیہ کی یہ خوش بختی ہے کہ اس کی ہدایت اور راہبری کا انتظام فرما دیا ہے جو راہ راست کا طلب گار ہو۔ اس کو کبھی اس علاقے میں ایسی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ جس پر قابو نہ پایا جاسکے قدرت نے انتظام ہی ایسا فرما دیا ہے کہ ذرا سی کوشش سے اس دنیا میں راہ حق کے ہمسفر اور ساتھی ضرور ملیں گے۔ صرف شرط یہ ہے کہ طلب حق ہو۔ دانا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

”اس راہ میں پہلا قدم صحیح اور قابل اعتماد علم کا حصول ہے۔ کیونکہ صحیح علم کے بغیر آدمی نہ درست راستے پاسکتا ہے نہ ہی اس پر چل سکتا ہے۔“

لیکن آفریں ہے کہ ہمارے زمانہ میں خصوصاً ہمارے ملک میں علم کی کسی کو پرواہ ہی نہیں ہے۔ تمام مخلوقات نفسانی خواہشات میں مبتلا ہے۔ خداوند کی رضا و خوشنودی بھی روگ جاں ہے۔ زمانے کے علماء اور وقت کے مدعی تک راہ راست کے خلاف چل رہے ہیں۔ لوگوں نے اپنی خواہشات کا نام شریعت رکھ لیا ہے۔ جب جاہ کا نام عزت، تکبر کا نام علم، دکھانے کی عبادت کو تقویٰ کہا جاتا ہے۔ کہنے کو ظاہر کرنے کی بجائے چھپا کر دل میں رکھنے کو لوگ علم کہنے لگے

ہیں۔ مجادلہ و مناظرہ اور محاربہ کرنے کا نام عظمت اتفاق کو زہر سے موسوم کیا جانے لگا ہے۔ جو منہ میں آئے اسے لگنے کا نام معرفت، نفسانیت کا محبت الحاد کا نام فقر فقور (انکار حق) کا نام صفت، زندیقیت کا نام فنا اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت ترک کرنے کا نام طریقت رکھ لیا ہے۔ تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ارباب عقل و دانش جہلا سے مفلوب ہو گئے ہیں۔

اس کے متعلق حضرت ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خواب فرمایا ہے کہ:-
”ایسے زمانے کے ساتھ ہم آزمائے گئے ہیں جس کے لوگوں میں نہ اسلام کے آداب ہیں نہ ہی جاہلیت کے اخلاق ہیں۔ اور نہ عام انسانی شرافت کی خصلتیں موجود ہیں۔“

اندریں حالات حق تعالیٰ نے تبلیغ دین کے لئے اسباب پیدا فرمادیئے ہیں اور اسی خطہ ارض کی خوش قسمتی ہے کہ حضرت دانا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ملک کی سیر و سیاحت کرنے کے بعد برصغیر تشریف لائے۔ یہاں بھی کئی شہروں میں وارد ہوئے۔ جن میں ملتان خاص طور پر مشہور ہے۔ بالآخر آپؐ نے لاہور ہی کو اپنا مرکز و مقام بنایا۔ آپؐ نے یہیں ساری عمر تبلیغ حق و دین کے لیے بسر کر دی اور اپنی ساری زندگی لوگوں کی خدمت کے لیے صرف کر دی۔ جو کہ آج تک انسان کی خدمت کی نہ بولتی تصویر ہے اور آپؐ کا مزار بھی مرجع خواص و عام ہے۔

حضرت دانا گنج بخش علی ہجویری نے تبلیغ دین کے لیے درج ذیل شرائط قرار دی ہیں۔

صحیح علم حاصل کیا جائے۔

اس کی صورت سے اپنے بچوں کو ڈرایا کرتے تھے۔ آپؐ نے کچھ اسی انداز و طریقے سے تبلیغ دین کا ذریعہ سرانجام دیا کہ لوگ آپؐ کے گردیدہ اور عاشق بن گئے۔ وہ انہی بچوں کو جنہیں پہلے انسان کی صورت سے ڈرایا کرتے تھے۔ اب ہر کوئی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپؐ کے پاس لاتے آپؐ ان کے حق میں دعا فرماتے تھے۔ آپؐ نے ان کی دنیا ہی بدل دی۔ حضرت داتا گنج بخش جویری رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور داخل ہوتے وقت فرمایا تھا۔

”میں نا جنسوں کے درمیان آپہنچا ہوں۔“

پھر آپؐ نے کمر ہمت باندھی کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر تبلیغ کی۔ بحکم خدا تعالیٰ میں نا جنس ہم جنس بن گئے۔ آپؐ کے فیوض و برکات سے نہ صرف لوگ مستفید ہوئے۔ بلکہ ان سے غیر مسلموں نے بھی فائدہ اٹھایا۔ ان کی فیوض و برکات کا لاقتنا ہی سلسلہ آج تک پوری آب و تاب سے جاری ہے۔ یہ سلسلہ انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت جاری رہے گا۔ باطنی دولت پاتے ہیں۔ ان میں ولی بھی ہیں عام مسلمان بھی امیر بھی ہیں اور غریب بھی۔ آقا بھی غلام بھی۔ بخیل بھی ہیں، سخی بھی۔ داتا صاحب دربار سب کے لئے ہر وقت کھلا رہے گا۔

یہ درگاہ ذکر اللہ سے ہمیشہ معمور رہتی ہے۔ ہر ساعت عبادتیں ہو رہی ہیں۔ قرآن خوانی ہو رہی ہے۔ سجدے ہو رہے ہیں دعاؤں کا کوئی حد و حساب نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت و کبریائی عیاں ہے۔ جذب و مستی، شوق و شغف کا سماں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نیک بندے کو یہ مقام ولایت رحمت فرمایا ہے جس نے اس کے دین کی تبلیغ کے لیے اپنی زندگی کے شب و روز کو ایک کر دیا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی جویری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ایک مبلغ کے لیے

صحیح علم حاصل کر کے طویل سفر ضرور کیا جائے۔ اس سے یہ نکتہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تبلیغ دین ہر ایک کے لیے آسان کام نہیں ہے۔

سب سے پہلے تبلیغ کو اپنے علم کی تقسیم کرنی واجب ہے۔ کہیں یہ نہ ہو کہ ناحق اور باطل پھیلاتا تبلیغ سمجھ لیا جائے۔

مرشد کامل کی زیر ہدایت صحیح علم کے حصول کے بعد تبلیغ کا حکم آتا ہے۔ دوسری بات آپؐ نے یہ بھی واضح کیا کہ تبلیغ دین میں انفرادی کوشش کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ خیال خاص ہے کہ۔

فرد واحد کی کوششوں سے کیا ہوتا ہے؟

”اور بگڑا ہوا معاشرہ یا ماحول انفرادی جدوجہد سے کیا اثر لے گا؟“

آج اکیسویں صدی عیسوی میں یہ کہا جاتا ہے کہ۔

”برائی کو دور کرنے کے لیے اس وقت کا انتظار کیا جائے۔ جب قوم کی اجتماعی قوت اپنا ہاتھ بڑھائے گی اور ارذائل و منکرات کا قلع قمع ہو جائے۔ لیکن یہ قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔“

قرآنی آیت کا مفہوم اس شعر سے واضح ہوتا ہے۔

خدا نے آج تک اسی قوم کی حالت انہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال اپنی حالت کے بدلنے کا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خطہ ارض لاہور کی خوش بختی ہے کہ حضرت داتا گنج بخش علی جویری رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور کو اپنا مرکز بنایا۔ آپؐ دیکھیں کہ انہوں نے کس طرح تنہا انتہائی ناسازگار ماحول میں دین حق کے لیے کام کیا۔ جب کہ برصغیر میں مسلمان شغل و صورت والے شخص کو مذاق کرتے تھے۔

مینارہ نور ہے۔ وہ میری ہدایت و نور حاصل کر سکتا ہے۔ اس کی تبلیغ کس طرح ہونی چاہئے۔ یہ سب کچھ آپ کے کردار سے واضح ہوتا ہے۔ مبلغ کو اپنا آپ گنوا کر بے غرضی اور دنیا کے لائق سے بے تعلقی اختیار کر کے صرف خدا تعالیٰ کے دین کی سر بلندی کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دینی چاہئے۔ مخلوقات خدا کے سامنے اپنے عمل سے اعلیٰ اخلاقی نمونہ پیش کرنا چاہئے۔ کیونکہ زبان قال، زبان حال زیادہ بہتر اور دل میں گھر کرنے والی ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ مخاطب کی فہم کے مطابق اسے گفتگو کی جائے۔ اس کے مسائل کا حل بھی اسے پیش کیا جائے تو جو اس کی تکالیف کا حقیقی طور پر ازالہ کر سکے عوام الناس کو باور کراتا ہے کہ۔

”سوائے حرص، زیادہ کھانے، شہوانی کیفیتوں کی حد سے زیادہ پیروی سے اسرار الہی پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔“

اس کو حجاب کا نام دیا گیا ہے جو ہر برائی کا منبع ہے۔ صرف اس قدر دنیا کی نعمتوں اور سہولتوں سے نفع اٹھایا جائے جو زندگی کے لیے ضروری ہیں۔ یا دوسرے لوگوں کے حق ادا کرنے میں معاون ہیں۔ باقی کا اس زیادتی سے استعمال کا خسارہ ہے۔ اسراف، لہو و لعب، حرص، ظلم اور خیانت سب حقوق العباد کے لیے نقصان دہ ہیں۔

تعلیمات:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کی بناء ان چار فکری پہلوؤں پر رکھی ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

1- تصور حقیقت۔

2- تصور خدا۔

3- تصور کائنات۔

4- تصور انسان۔

مقرر حقیقت کو انہوں نے یوں درج کیا کہ۔

اس عالم وجود کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے۔ جو اس کائنات کو اپنے مقررہ نظام کے تحت چلا رہا ہے۔ اس کی مخلوق ہونے کی وجہ سے ہمارا فرض ہے کہ اس کے ہر کلمے کی تکمیل کریں۔

تصور خدا:

اسلام نے صرف ایک ہی خدا کا تصور پیش کیا ہے۔ جو کہ بہت سے صحیح اور درست ہے۔ باقی تمام تصورات غلط اور گمراہ کن ہیں۔ داتا گنج بخش علی ہجویری نے بھی توحید کا درس دیا ہے۔

تصور کائنات:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کا تصور کائنات کے بارے میں یہ تصور ہے کہ۔

اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا ایک مقصد کے تحت پیدا کی ہے اور وہ خود ہی کے نظام کو اپنے منصوبے کے تحت چلا رہا ہے۔ یہ کائنات اس کی منشا اور فرض کے مطابق چل رہی ہے۔ وہ ہر ایک کے عمل کو دیکھ رہا ہے جس کے بارے میں قیامت کو جواب دینا ہوگا۔ اس کے طالب حق کو یہ ممکن ہے کہ وہ۔

”وہ اپنا ہر عمل اس کی مرضی کے مطابق سرانجام دے تاکہ اس کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل ہو۔“

تصور انسان:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ساری مخلوقات سے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس کے بندے کا فرض ہے کہ اس کے کلمے کی تعمیل کرے۔ آپ کے نزدیک انسانی علم کا کمال یہ ہے کہ۔

وہ یہ جان لے کہ حقیقت میں وہ کچھ بھی نہیں جانتا اور نہ کچھ کر ہی سکتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے منظوری اور توفیق نہ ہو۔

انسان کو چاہئے کہ کسی بھی نفس کی خواہشات کو کوئی دخل نہ دے بلکہ محض حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر کامل صحیح خلوص نیت سے سرانجام دے۔ آپ کے نزدیک علم ایک صفت ہے۔ جس کی بدولت ایک جاہل عالم بن جاتا ہے۔ ایک ناواقف واقف بن جاتا ہے۔ کیونکہ علم کی نفی جہالت اور علم کا ترک کرنا بھی جہالت ہے۔

علم تعلیم:

حضرت داتا گنج بخش جیویری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تعلیم کے درج ذیل مقاصد ہیں۔

1- عرفان الہی احکام الہی اور سنت نبوی۔

2- حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے طریقے۔

3- اللہ طلب رزق طلال۔

4- حق و صداقت اور عدل و مساوات

5- اسلامی اقرار آخرت پر کامل عقیدہ۔

6- تدبیر و تحقیق۔

7- سیادت عالم۔

معلم کا کردار:

حضرت داتا گنج بخش علی جیویری رحمۃ اللہ علیہ نے معلم کی فضیلت اور بزرگی کو تسلیم کیا ہے۔ بچے کی شخصیت پر معلم کے قول و فعل کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ اس سے انہوں نے معلم کے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔

1- عالم باطل ہو۔

2- علوم و فنون میں ماہر ہو۔

3- شریعت اسلامی کا پابند ہو۔

4- علم سیکھنے کا دلدادہ ہو۔

5- فصیح اللسان ہو۔

6- محققانہ اور تصنیفی کرتا ہو۔

7- طالبان حق کام پر اعتماد ہو۔

8- شاگرد معلوم سے محبت و شفقت رکھتا ہو۔

9- طلب کی بات توجہ سے سنتا ہو۔

10- بیکار باتوں سے پرہیز کرتا ہو۔

11- نیک خوش اخلاق و رفقہ سار ہو۔

12- مہذب اور ارشادائے لطیف دیتا ہو۔

13- صدق و صفا ہو۔

14- کشف و مجاہدہ کرنے والا ہو۔

15- فہم و فراست و اصابت رائے رکھتا ہو۔

16- حق کی بے باک ترجمانی کرنے والا ہو۔

17- تسلیم و رضا و غیرہ کا قائل ہو۔

آپؐ نے فرمایا کہ حضرت حارث بن اسد کا قول ہے کہ۔

”زندہ رہنا ہے تو حق کے لیے رہ ورنہ معدوم ہو جا۔“

اس طرح حضرت معروف بن فیروز کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل ہے کہ
جوان ان مرد کی تین اقسام ہیں۔

1- وفاجس کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔

2- کسی طمع و لالچ کے بغیر مستحق شخص کی تعریف کی جائے۔

3- تم پر اور مستحق افراد کی ان کے سوال کے بغیر مدد کی جائے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسے معلم کا مقام نسبتاً دین و

دنیا میں بہت بلند ہوگا۔

آپؐ کوئی کیسا وعظ نصیحت نہ کراتے تھے جس پر خود عمل نہ کرتے تھے۔ آپؐ

کے پاکیزہ اور برگزیدہ اعمال ایشاد و مروت کا مرتع تھے۔ آپؐ نے جو دو سخا پر

بھی بحث کی ہے۔ آپؐ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے

قابل تھے کہ۔

السخی قریب من الجنة بعید من النار

وبخیل قریب من النار بعید من الجنة

ترجمہ:- ”سخی جنت کے قریب ہے اور موت ان سے دور

ہے۔ اور بخیل آگ کے نزدیک اور جنت سے دور ہے۔

مزید آپؐ نے فرمایا ہے کہ۔

”کافر سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن بخیل سے افضل ہے۔“

اس فانی دنیا میں جو کچھ بھی ہے وہ نعمت خداوندی ہے۔

عوام کی زندگی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عام انسانوں کو اپنے ماحول میں خوشگوار اور اچھی
زندگی گزارنے کے لیے آسان اور سادہ قسم کے اصول وضع کئے ہیں۔ جن پر
عام آدمی بھی عمل کر کے آسودہ زندگی بسر کر سکتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔

دشمنوں کے درمیان جینے کا سلیقہ:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ذکر اور بقیال مرحوم کے
محبوب صوفی تھے۔ انہوں نے منشوی ”اسرار و رموز“ میں حضرت داتا گنج بخش
علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ جس کا مفہوم
درج ذیل ہے۔

ایک نوجوان کو حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں
پیش ہوا اور کہا کہ۔

یا حضرت! میں اپنے دشمنوں کے درمیان گھرا ہوا ہوں۔ جس سے فرار ممکن

نہیں۔ مجھے ہدایت فرمائیے کہ میں ان کے درمیان کس طرح زندگی گزاروں؟“
آپؐ نے یہ سن کر فرمایا کہ:-

”برخودار! دشمنوں کے اندیشہ سے دور دور تک بے نیاز ہو کہ اپنی خفیہ توانائیوں کو بیدار کرو۔ اس طرح زندگی کا حوصلہ پاؤ گے۔“

اگر تم اپنے آپ کو خودی سے مسلح کر لو گے تو دشمن چاہے کتنا ہی طاقتور ہوگا اس کا تم پر بس نہ چل سکے گا۔

دشمن گرچہ قوی است
نگہبان قوی ترا ست

آپؐ نے فرمایا کہ:-

”بیٹے! خودی کے عرفان میں حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح ہو جاؤ تاکہ ابتری سے سیدھے بادشاہی تک پہنچو۔“

صوفیاء اور فقراء میں یہی خودی اپنے صحیح مقام پر ہوتی ہے۔ وہ بادشاہوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔ فضل حق ان کے شامل حال ہوتا ہے اور بقا ان کے نصیب میں۔

نماز باجماعت کا احترام کرنا:

صوفیاء اس بات کے قائل اور عامل ہوتے ہیں کہ زبان حال زبان تال سے زیادہ موثر ہوتی ہے۔ دنیا کے تمام کام شریعت کے احکام پر عمل کرنے سے نہیں رک سکتے۔ ان میں اولیت فرائض کو حاصل ہے۔ حضرت داتا صاحب نے ہر ملک کی سیر کی اور عمر کا زیادہ حصہ صحرا نور دی اور بادہ پیمائی میں گزار

دی۔ مگر باوجود اس کے آپؐ نے ہمیشہ باجماعت نماز ادا کی۔ آپ اپنے سفری پروگرام اس طرح ترتیب دیتے تھے کہ جمعہ کا وقت کسی دوسرے شہر میں آئے تاکہ نماز جمعہ باجماعت ادا کی جاسکے۔

یہ سوچنے کا مقام ہے کہ ہم سب میں کتنے ایسے لوگ ہیں جو نماز باجماعت کا اس طرح اہتمام کرتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل کریں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی کے مستحق قرار پائیں۔ (آمین)

زبان کی حفاظت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اسے حیوان ناطق بھی گردانا گیا ہے۔ کیونکہ حیوانوں کی نسبت اسے بولنے کی فضیلت حاصل ہے۔ قوت گویائی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ کوئی نعمت جتنی بڑی ہوگی اتنے ہی اس کے آداب بھی اعلیٰ ہوں گے۔ تاکہ اس کے سارے حق ادا کیے جاسکیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ:-

”زبان سے نیک بات کہو اور کہو کہ ہم ایمان لائے۔“

نیز بہترین یہ ہے کہ:-

”بندہ اللہ تعالیٰ کو پکارے اور نیک کام کرے۔“

زبان سب سے اہم استعمال میں یہ ہے کہ:-

”بندہ اپنے پروردگار کی معبودیت کا اقرار کرتا ہے۔ اس کی حمد و ثناء بیان کرے اور مخلوق خدا کو دعوت تبلیغ و تلقین کرے۔“ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:-

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ - ترجمہ:- ”(ہم نے بنی آدم کو عزت دی۔)“
 ”زبان کے غلط استعمال کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا ہے کہ میں اپنی امت کے بارے میں زبان کا خوف کھاتا ہوں۔ اور
 یہ کہ جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔“

اس زبان کے فساد نے اودھم مچا رکھا ہے۔ ہر شخص جو خدا کے احکام کو بھولا
 ہوا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ بولنا اس کا حق ہے اور وہی تباہی بکاتا رہتا ہے۔ چاہے
 مخلوق خدا کے دل مجروح ہوں یا محفوظ۔ اس کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو قوت گویائی اس لیے دی ہے کہ۔

1- اس کی حمد و ثناء بیان کی جائے۔

2- احکام شریعت کو پھیلایا جائے۔

3- دیکھی دلوں کے لیے قرار اور سکون کی نوید سنائی جائے۔“

4- بزرگوں کا احترام کیا جائے۔

5- چھوٹوں سے نرمی کے ساتھ بولا جائے۔

مولا کریم نے ہم سب کو زبان کے استعمال کے آداب سکھائے اور سب کو
 آداب گفتگو پر پوری طرح حاصل ہونے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)

گھر پر زندگی گزارنے کے طریقے:

انسان کو تنہائی سے بچنے اکیلے رہنے سے بچنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ
 اکیلے رہنے سے ظاہر اور خصوصی طور پر دو برائیوں کا شکار ہو جائے گا۔

1- ایک تو سنت کا ترک ہے۔

2- شہوت کی زیادتی اور حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔

بندہ موجودہ زمانے کی ایسی برائیوں سے بچنے کے لیے ایمان کی سلامتی کا
 واحد احترام نکاح اور خانہ داری ہی میں نظر آتا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

”جب درویش کے گھر یلو زندگی کے نظام میں یہ قصہ داخل ہو جائے تو
 اسے لازم ہے کہ وہ۔

1- بیوی بچوں کو رزق حلال سے کھلائے۔

2- حلال کمائی سے اس کا حق ادا کرے۔

3- اپنے فرائض کی ادائیگی کو درجہ اول دے اور اس کے بعد زوجہ سے
 خلوت کر کے اور اس عمل سے پہلے خدا سے دعا مانگے۔

اے اللہ! تو نے آدم کی سرشت میں شہوت پیدا کی اور چاہے تو یہ باہم محبت کریں۔

اے خدا! اپنے کرم سے مجھے دو چیزیں برکت فرما۔

1- ایک یہ حرص حرام کو حلال سے بدل دے۔

2- اور مجھے فرزند صالح عطا فرما جو مجھے تجھ سے غافل کر دینے والا نہ ہو بلکہ
 ارضی برضا اور ولی ہو۔

مخاطب نکاح:

تجھے شریعت کے احکام پر عمل کرنے سے نہ روکے ماں اپ اور بہن بھائیوں
 کے حقوق کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ بنے۔ فرضی عبادتوں میں سستی کا باعث نہ ہو۔
 موجودہ زمانے دنیا کی برائیوں سے بچنے کے لیے نکاح کرنا ضروری ہے۔

مگر نکاح کرنے کے بعد اس کے حقوق ادا کرنے لازم ہو جاتے ہیں۔ اگر حقوق کو پورا نہ کر سکا تو تب بھی قیامت کے دن جواب دہی ہوگی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ باقی حقوق کے علاوہ بچوں کی تربیت میں شروع سے ہی صحیح راستے پر قائم رکھا جائے۔ تاکہ وہ مستقبل میں صحیح طور پر عمل کر کے زندگی گزار سکیں۔ اگر شروع سے ہی غلط راستے پر چل پڑے تو پھر بھی صراطِ مستقیم پر نہ آ سکیں گے۔ کیونکہ۔

نشستِ اول ہوں لندھار کیجئے

تاثریاجی مہند دیوار کیجئے

جس بنیاد کی پہلی اینٹ بیڑھی ہی رکھی جائے گی۔ وہ دیوار چاہے آسمان تک پہنچ جائے بیڑھی ہی رہے گی۔

حقوق العباد کی پابندی

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ حقوق اللہ سے زیادہ حقوق العباد کی فکر ہونی چاہئے کہ اس سے مفر ممکن نہیں ہے۔ یعنی اس سے کسی کو کوئی نقصان نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو مالک ہے اس کے ہاں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہے۔ وہ اپنے حقوق اگر چاہے تو معاف بھی کر سکتا ہے۔ لیکن بندوں کے حقوق بندے ہی معاف کریں گے۔ اس لیے بہترین موقعہ اس دنیا میں ہی دوسروں کے حقوق ادا کرنے یا معاف کروانے کا ہوتا ہے۔

جس کسی کا حق غضب کیا ہو یا اس کی عزت کو ضائع کیا ہو بلا توقف اس کے پاس جا کر اس کا حق ادا کر دے۔ یا پھر اس کو راضی کر کے معاف

کر دے۔ اس میں کوئی شرم کی بات نہیں ہے۔ بہتر ہو کہ اس دنیا میں ہی آسانی سے جان چھوٹ جائے۔ مرنے کے بعد اس کو اپنی نیکیاں دینی پڑیں گی۔ اس کے اس کے گناہ علاوہ اپنے اوپر ڈالنے پڑیں گے۔ جن کے بدلے عذاب یا سزا بھگتنی پڑے گی۔

لہذا اے انسان نادان! دنیا میں ہی حقوق العباد کا خیال رکھ، دنیا میں کسی کا حق مارنا آسان قیامت کو دینا مشکل جان۔

اللہ تعالیٰ ہر انسان کو حقوق العباد کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔
(آمین)

وفات:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام لاہور میں گزارے۔ وہ اپنا سارا وقت اشاعتِ اسلام، تبلیغ اور تدریسِ علوم میں صرف کرتے تھے۔ لاہور میں آپؒ نے 5465ھ مطابق 1072 عیسوی میں وفات پائی۔ (انا اللہ وانا الیہ راجعون) آپؒ کا مزار لاہور میں واقع ہے۔ جو کہ قلع کے مغربی جانب واقع ہے۔ جمعہ کی رات کو زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ دعا کے لئے لوگوں کو کافی انتظار کرنا پڑتا ہے۔ 20 صفر کو ہر سال آپؒ کا عرس مبارک ہوتا ہے اور لاکھوں کے حساب سے ناظرین شرکت کرتے ہیں۔ مزار کے ساتھ بہت بڑی مسجد ہے۔

آپؒ نے حصولِ علم پہ بہت زور دیا ہے اور فرماتے ہیں کہ:-
بے علم نواں خدا را شناخت

ترجمہ:- بے علم خدا کو نہیں پہنچان سکتا

کرامات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کا احاطہ بڑا ہی مشکل ہے۔ کیونکہ آپ کی علمی اور روحانی برکات کو مخلوق پر بے کراں تھیں۔ مگر ان میں سے چند کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

آپؐ نے لاہور میں قیام کے دوران اپنی رہائش گاہ سے ایک مسجد تعمیر کرائی اور بعض علمائے کرام نے اعتراض کیا کہ۔

”اس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہیں ہے۔“

آپؐ نے تمام لوگوں سے یہ اعتراض سن کر خاموشی اختیار کر لی۔ مگر جب نماز کا وقت آیا تو آپؐ نے نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے تمام معززین حضرات سے فرمایا کہ:-

”آؤ دیکھو قبلہ کس طرف ہے؟“

جب تمام لوگوں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو قبلہ سامنے تھا اور درست ثابت ہوا پھر آپؐ نے دریافت فرمایا کہ:-

”قبلہ تو صحیح ہے۔“

قبلہ کو سیدھے رخ دیکھ کر سب معززین شرمندہ ہو گئے اور آپؐ سے معذرت چاہتی۔

آپؐ کی اسی کرامت کا لوگوں میں بہت چرچا ہوا۔ بے شمار لوگ آپؐ کی بزرگی اور ولایت کے قائل ہو گئے۔ (تذکرہ الاولیاء)

(ii) راجو جوگی کے اسلام لانے کا واقعہ داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ

علیہ کی دوسری کرامت ہے جس کا یوں واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ:-

ایک بوڑھی عورت ہر روز راجو جوگی کے گھر دودھ دیا کرتی تھی۔ ایک دن وہ حسب معمول دودھ والا برتن سرپ رکھے ہوئے داتا صاحب کے سامنے سے گزری تو آپؐ نے اس عورت کو دیکھ کر بلایا اور کہا کہ:-

”دودھ ہمیں دے دو اور اس کی قیمت لے لو۔“

اسی عورت نے کہا کہ:-

”نہیں کیونکہ یہ دودھ راجو جوگی کے لئے ہے اس کو مجھے لازمی دینا ہے اگر اس کو نہ دیا جائے گا تو ہمارے جانوروں کا دودھ کم نکلے گا اور جانوروں کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون نکلتا شروع ہو جائے گا۔ اس لیے مجبوری ہے کہ روزانہ دودھ اس کو دیا جائے۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دودھ والی عورت کی بات سنی تو مسکراتے ہوئے فرمایا کہ:-

”اگر تم یہ دودھ ہمیں دے دو گی تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمہاری گائیں زیادہ دودھ دیں گی۔ تمہارے جانوروں کے تھنوں سے خون بھی نہیں نکلے گا بلکہ ان پر کسی قسم کا اثر نہیں ہوگا۔“

چنانچہ اس عورت نے آپؐ کو دودھ دے دیا۔ آپؐ نے تھوڑا سا دودھ پی لیا اور باقی سارا دریا میں پھینک دیا۔ اس طرح عورت نے آج دودھ راجو جوگی کو نہ دیا۔ جس سے اس کو فکر لاحق ہوئی۔ وہ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ کو دودھ دے کر واپس گھر چلی گئی۔ شام کو حسب معمول انہوں نے جانوروں

سے دودھ نکالا تو پہلے سے دودھ زیادہ تھا۔ ان کے تمام برتن بھر گئے مگر جانوروں کے تھنوں سے دودھ ختم نہیں ہوا تھا۔ یہ سلسلہ چند دن تک جاری رہا۔ جس سے انہوں میں اس بات کا بہت چرچا ہوا۔ یہ بات تمام لوگوں تک پہنچ گئی۔ لوگ تبرک کے طور پر اپنے جانوروں کا دودھ آپ کے ہاں لانے لگے اور آپ کا یہ وظیرہ کنہ۔

جب بھی کوئی آپ کے پاس دودھ لاتا تو آپ اس کے برتن میں سے تھوڑا سا دودھ پی لیتے اور باقی دریا میں پھینک دیتے۔ اس طرح جو بھی آپ کے پاس دودھ لاتا تو اس کے دودھ دینے والے جانور دوسرے وقت شام کو پہلے سے زیادہ دودھ دیتے تھے۔

اس امر کا لوگوں میں بہت چرچہ اور مشہوری ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب کوئی بھی گوالا راجو جوگی کا رخ نہ کرتا تھا۔ ہر کوئی آپ کے پاس جوق در جوق آنے لگا۔ جس سے راجو جوگی بھی حیران و پریشان ہو گیا۔ کیونکہ حالات یکسر تبدیل ہو چکے تھے۔ مگر جب راجو جوگی کو آپ کی کرامت کا علم ہوا تو وہ بھی بہت پریشان ہوا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر غصہ کرنے لگا اور کہا کہ:-

”آپ نے میرا دودھ تو بند کر دیا ہے اب کوئی اور کمال دکھائیں۔“

آپ نے فرمایا کہ:-

”میں کوئی جادوگر نہیں ہوں جو کہ کمالات دکھا سکوں۔ بلکہ میں تو نیک عاجز اور مجبور انسان ہوں۔ اگر تم میں کوئی کمال ہے تو دکھاؤ۔“

چونکہ راجو جوگی نے بڑی ریاضتیں کی تھیں اور وہ مجاہدوں میں زندگی گزار رہا

تھا تو اس نے آپ کے سامنے اپنے بہت سے کرشمے اور کرتب دکھائے حتیٰ کہ وہ ہوا میں بھی اڑنے لگا۔ راجو جوگی جو نبی ہوا میں اڑنے لگا تو آپ نے اپنی جوتی مبارک اس کی طرف پھینک دی۔ وہی جوتیاں اس کے سر پر پڑنے لگیں اس طرح حق باطل پر غالب آ گیا اور وہ شرمندہ و پریشان ہو گیا۔ اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ اس کے بعد آپ نے اس کی ظاہری اور باطنی اصلاح کرنی شروع کر دی اس کے بعد وہ آپ سے باقاعدہ تعلیم حاصل کرتا رہا۔

آپ کی تعلیم و تربیت کا یہ نتیجہ نکلا کہ راجو جوگی تاریخ صوفیا میں حضرت شیخ ہندی کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ نے راجو جوگی کا اسلامی نام ”عبداللہ“ رکھا۔ آپ جانتے ہیں کہ ایشیا پاک و ہند میں نو مسلموں کو ”شیخ“ کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے تو اس کی ابتدا بھی حضرت داتا گنج بخش علی نے کی تھی اس کی پہلی مثال شیخ ہندی ہیں۔ وہ آپ کے وصال کے بعد واحد خلیفہ بھی ہوئے اور جس شہر کی تعمیر میں حضرت داتا کے ساتھ مل کر حصہ لیا تھا اس کے امام بھی بن گئے۔ ایک ہزار سال سے خانوادہ شیخ ہندی حضرت داتا گنج بخش علی جہوری کی سیادہ نشینی کے منصب پر قائم رہے۔ انہی میں سے ایک شخصیت صاحبزادہ میاں ابوالعاصم اور سلیم حماد تھے۔

حضرت داتا گنج بخش علی جہوری فرماتے ہیں کہ:-

ایک دن میں ابو الفضل خلئی رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کروا رہا تھا کہ اس کے دوران دل میں خیال آیا کہ جب اس کی تقدیر اور قسمت سے بنتے ہیں تو پھر کیا ضروری ہے کہ آزاد لوگ خود کو بوڑھوں کا غلام بنائیں اور کرامات کا انتظار

کرتے رہیں۔ آپ کے استاد ابو الفضل خلیلیؒ نے دل کے کانوں سے یہ بات سنی اور فرمایا کہ۔

”عزیز من! میں تیرے دل کی کیفیت سمجھ رہا ہوں۔ تمہیں معلوم ہے کہ بڑا کلمہ کا ایک سبب ہوتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ وہ ایک جوان بچے کے سر پر تاج رکھے تو اسے توبہ کی توفیق دے دیتا ہے۔ اور اپنے دوست کی خدمت میں مشغول کر دیتا ہے۔ اسی کا مقصد ہوتا ہے کہ یہ خدمت اس کی کرامت کا سبب بن جاتی ہے۔ (کشف المحجوب)

مرشد کے حکم کی تعمیل:

آپ غزنی میں تھے کہ آپ کو آپ کے مرشد نے حکم دیا کہ۔

”لاہور جاؤ۔ اور لوگوں کو اللہ کی دعوت دو۔“ آپ نے اپنے مرشد سے کہا

کہ۔

”لاہور میں پہلے سے خواجہ حسن زنجانی موجود ہیں ان کی موجودگی میں میرا

لاہور جانا بے کار ہے۔“

آپ کے مرشد نے جواب دیا کہ۔

”بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں۔ دیر نہیں لگانی چاہئے جلد روانہ ہونا

چاہئے۔“

چنانچہ مرشد کا حکم پاتے ہی لاہور روانہ ہو گئے۔ جب شام کے وقت لاہور

پہنچے تو دیکھا کہ لوگ ایک جنازہ لے کر جا رہے ہیں۔ آپ نے لوگوں سے

دریافت کیا کہ یہ جنازہ کس کا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ۔

”یہ جنازہ حضرت حسن زنجانی کا ہے۔“

تو اس وقت آپ کو اپنے مرشد کا کلمہ یاد آیا کہ۔

”انہوں نے مجھے لاہور جانے کے لیے کیوں حکم دیا تھا۔“

اسی وقت آپ نے حضرت حسن زنجانی کے جنازے میں شرکت کی اور

مرشد کے حکم کی حکمت بھی سمجھ میں آ گئی۔ (فوائد الفوائد)

آپ بلند پایہ عالم تھے۔ آپ نے بہت سی کتب بھی تصنیف کیں آپ کی

تصانیف میں کشف المحجوب بہت اہم اور لا جواب ہے۔ آپ شاعر بھی

تھے۔ آپ کا تخلص علی ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں جیسا کہ آپ فرماتے ہیں

کہ۔

”میں نے بہت سے اشعار کہے ہیں۔ اور ایک دیوان بھی کہا ہے۔“

اقوال زریں:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل زریں اقوال

عمل کے لیے وضع کئے ہیں۔

1- سفر خدا کے واسطے کرو۔

2- رعونت و تکبر اختیار نہ کر بلکہ ان سے پرہیز کر۔

3- انکساری سے اور آہستہ آہستہ چلو۔

4- اسی وقت سو جاؤ جب نیند کا غلبہ ہو۔

5- ہر ایک چیز خدا تعالیٰ سے مانگو۔

6- خاموشی اختیار کرو کیونکہ خاموشی گفتار سے بہتر ہے۔

- 7- عیش و عشرت کی زندگی سنت کے خلاف ہے۔
- 8- اندیشہ ہائے در دولت سے بے نیاز ہو کر اپنے خفیہ توانا تری کو بیدار کرو، اس طرح زندگی کا حوصلہ پاؤ گے۔
- 9- خودی کے عرفان حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح ہو جاؤ تاکہ بہتری سے سیدھے بادشاہی تک پہنچ جاؤ۔
- 10- زبان سے نیک بات کہو کہ تم ایمان لائے ہو۔
- 11- زبان کا میرے نزدیک استعمال یہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کی معبودیت کا اقرار کرے۔
- 12- خبردار زبان کو بے لگام نہ ہونے دو، جھوٹ، غیبت اور الزام تراشی ایسے عیب ہیں جو گویائی نصیحت سے ناشکری کے مترادف ہیں۔
- 13- بچوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے۔



آپ کے لئے اور آپ کے بچوں کے لئے ضرورت کتب

مستند حوالہ جات سے ماخوذ

| | | | |
|--|--------------|---|--------------|
| حضرت آدم علیہ السلام | ہدیہ 20 روپے | حضرت یونس علیہ السلام + حضرت ایوب علیہ السلام | ہدیہ 20 روپے |
| حضرت موسیٰ علیہ السلام | ہدیہ 20 روپے | حضرت ابراہیم علیہ السلام | ہدیہ 20 روپے |
| حضرت یوسف علیہ السلام | ہدیہ 20 روپے | حضرت نوح علیہ السلام | ہدیہ 20 روپے |
| حضرت سلیمان علیہ السلام | ہدیہ 20 روپے | حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم | ہدیہ 20 روپے |
| حضرت داؤد علیہ السلام | ہدیہ 20 روپے | حضرت اسماعیل علیہ السلام + حضرت لوط علیہ السلام | ہدیہ 20 روپے |
| حضرت وریس علیہ السلام + حضرت ہود علیہ السلام | ہدیہ 20 روپے | خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ | ہدیہ 20 روپے |
| حضرت غوث پاکؒ | ہدیہ 20 روپے | تحفہ قرآنی | ہدیہ 15 روپے |
| نہار | ہدیہ 15 روپے | پیارے نبی کی پیاری دعائیں | ہدیہ 15 روپے |
| چھ گناہ گار عورتیں | ہدیہ 15 روپے | الاسماء الحسنى | ہدیہ 15 روپے |

| | | | | | |
|---|--------------|--|--------------|---|----------|
| ہدیہ جو مختلف ضرورت کتب ایک دن انکوں کے ساتھ ہدیہ 20 روپے | اسلام الحسنى | ایک دن اور ستر گناہ گار عورتیں اور بچوں کا تحفہ کے ساتھ ہدیہ 20 روپے | اسلام الحسنى | ہدیہ جو مختلف ضرورت کتب ایک دن انکوں کے ساتھ ہدیہ 20 روپے | مرد شریف |
|---|--------------|--|--------------|---|----------|

مختلف موضوعات پر خوبصورت اور مفید کتب

| | | | |
|-------------------|----------|-------------------------------|----------|
| گھر کا درواخانہ | 20/ روپے | تندرستی ہزار نعمت ہے | 20/ روپے |
| صحت اور زندگی | 20/ روپے | طب نبوی ﷺ | 20/ روپے |
| 105 غزلیں | 20/ روپے | کھانے | 20/ روپے |
| دستر خوان | 20/ روپے | عقیق پر یکٹیکل انگلش میچر | 20/ روپے |
| انگلش سپیکنگ کورس | 20/ روپے | انگریزی سیکھنے کے بنیادی اصول | 20/ روپے |

ان کے علاوہ ایک روپے سے لے کر چوبیس روپے تک کی کہانیوں، عید کے اشعار، نعتیں، لطائف، کھانے پکانے اور جزل بکس کی بے شمار ورائٹی کی فہرست جو ابی لفافہ کے ساتھ مفت طلب کریں۔

کمرہ نمبر 6 پہلی منزل فضل الہی مارکیٹ

چوک اردو بازار، لاہور۔

فون نمبر: 7224472

القائم ٹریڈرز

ملنے کا پتہ